93579 ـ بغير ڈيوٹی كيے تنخواہ لينا

سوال

ميری كنيت ام .... ہے ميں نے اپنے گھر كے قريب ہی ايك سكول ميں بطور مدرسہ ملازمت كرتی رہی ہوں، پھر كچھ عرصہ بعد مجھے گھر سے دور ايك ايسے سكول ميں ٹرانسفر كر ديا گيا جہاں مرد و عورت كا اختلاط ہے، ليكن ميں نے وہاں جانے سے انكار كر ديا، اور ميری تنخواہ جاری ہے اسے نہيں روكا گيا، بنك ميں موجود ميری اس تنخواہ كا حكم كيا ہے ؟
كيا ميں يہ رقم اپنے خاوند كو دے سكتی ہوں ـ يہ علم ميں رہے كہ امن و امان كے اسباب كے باعث ميرا خاوند ملازمت سے موقوف ہے؛ كيونكہ اس كا بھائی ايك اسلامی تنظيم سے وابستہ تھا، يہ علم ميں رہے كہ ہميں اس وقت رقم كی بہت شديد ضرورت ہے، اور جيسا كہ معروف ہے كہ تنخواہ كی يہ رقم حكومت كو واپس نہيں جا سكتی، بلكہ خزانچی ہی ركھ لينگے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

ہم آپ كے شكر گزار ہيں كہ آپ اللہ تعالی كی حرام كردہ اشياء پر غيرت ركھتی ہيں، اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے كہ وہ آپ جيسی مسلمان عورتيں اور زيادہ كرے، اور آپ كو مرد و عورت سے مختلط سكول ميں ملازمت نہ كرنے پر اجروثواب عطا فرمائے؛ كيونكہ وہاں ملازمت كرنا شريعت اسلاميہ كے خلاف اور شرعی حدود سے تجاوز ہے، اور معاصی و گناہ ميں مبتلا ہونا ہے.

رہا مسئلہ يہ كہ جو تنخواہ آپ كی جاری ہو چكی ہے اور آپ نے ڈيوٹی ادا نہيں كی: اس كے متعلق آپ كو علم ہونا چاہيے كہ اس كی دو وجوہات ہيں:

يا تو انہيں اس كا علم ہے، اور وہ جانتے ہيں حتی كہ يہ معاملہ سدھر جائے.

يا پھر انہيں اس كا علم نہيں اور وہ جانتے تك نہيں ہيں.

اگر تو پہلی صورت ہے تو پھر آپ كے ليے وہ تنخواہ حلال ہے، اس كے جائز ہونے ميں كوئی اشكال نہيں.

اور اگر دوسری صورت ہے تو آپ كے ليے يہ تنخواہ لينی جائز نہيں نہ تو آپ خود لے سكتی ہيں، اور نہ ہی آپ اپنے خاوند كو دے سكتی ہيں، بلكہ آپ محكمہ تعليم كو وہ تنخواہ واپس كر ديں.

اور یہ علم میں رکھیں کہ آپ اور سرکاری محکمہ جس نے آپ کو ملازمت دی ہے کے مابین ایك معاہدہ ہوا ہے، جس کا آپ کو التزام کرنا ضروری ہے، جس میں شرعی کوئی مخالفت نہ ہوتی ہو، اور معروف معاہدہ جات کا تقاضہ یہ ہے کہ ملازم اپنے کام کے عوض میں تنخواہ لیتا ہے، اور اگر وہ کام نہیں کرتا یا پھر کام پر نہ جائے تو اس کی تنخواہ رك جاتی ہے، لیکن اگر اس کا سبب محکمہ خود ہو یا وزارت یا پھر کام والے کی جانب سے کوئی سبب ہو، اور معاہدہ کی شق میں یہ بات بیان کرنا ممکن ہے کہ معاملات سدھرنے تك تنخواہ جاری رہے گی، اگر تو معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر تنخواہ لینے آپ کا حق ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں.

اور ہو سکتا ہے محکمہ اور آپ کے مابین ملازمت کے معاہدہ میں یہ شق بھی ہو مثلا: اس شق کا تقاضا یہ ہو کہ آپ اسی جگہ پر کام کریں جہاں وہ مناسب سمجھیں، اور کام نہ کرنے کی حالت میں آپ کو تنخواہ جاری نہیں ہو گی، اس لیے اگر یہ حالت ہو تو پھر آپ کے لیے تنخواہ لینی حلال نہیں، اور آپ کو اس کا اختیار ہے کہ آپ تدریس کے لیے شرعی جگہ پر رہنے کی کوشش کریں، یا پھر ملازمت ترك کر دیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

سرکاری محکموں میں بعض ملازمین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ڈیوٹی سے نصف گھنٹہ لیٹ آتے ہیں، یا پھر ڈیوٹی ختم ہونے سے نصف گھنٹہ قبل چلے جاتے ہیں، اور بعض اوقات ایك گھنٹہ یا اس سے بھی زیادہ لیٹ ہوتے ہیں تو اس کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ یہ جواب کا محتاج نہیں؛ کیونکہ معاوضہ کام کے عوض میں ہوتا ہے، تو جس طرح ملازم یہ چاہتا ہے کہ گورنمنٹ اس کی تنخواہ سے کچھ کمی نہ کرے، اسی طرح گورنمنٹ کے حق میں بھی کمی نہیں کرنی چاہیے، اس لیے کسی بھی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ڈیوٹی کے مقررہ وقت سے تاخیر کرے، اور نہ ہی ڈیوٹی ختم ہونے سے پہلے جائے.

سائل کہتا ہے:

لیکن بعض یہ دلیل پیش کرتے ہیں اس وقت اصل میں کوئی کام ہوتا ہی نہیں، کیونکہ کام بہت تھوڑا ہے ؟

شیخ کا کہنا ہے:

مہم یہ ہے کہ آپ کی ڈیوٹی وقت کے ساتھ مربوط ہے نہ کہ کام کے ساتھ، یعنی آپ سے یہ کہا گیا ہے کہ: آپ نے اس وقت سے لیکر اس وقت تك ڈیوٹی دینی ہے جس کی تنخواہ اتنی ہو گی، چاہے اس میں کام ہو یا نہ ہو، اس لیے

جب تنخواہ وقت کے ساتھ مربوط ہو تو پھر اس وقت کو پورا کرنا ضروری ہے، یعنی وہ ڈیوٹی وقت پورا کرنا ہوگا، وگرنہ جس میں حاضر ہی نہیں ہوئے اس کا باطل کھائینگے .

دیکھیں: الباب المفتوح (9) سوال نمبر (3).

شیخ رحمہ اللہ سے یہ سوال بھی کیا گیا:

میں سرکاری ملازم ہوں، بعض اوقات مجھے اضافی کام کرنا پڑتا ہے، جس محکمہ میں ملازم ہوں اس کی جانب سے مجھے اور میرے کچھ ساتھیوں کو پنتالیس یوم تك ڈیوٹی کے بعد بھی کام کرنے کا کہا گیا، میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈیوٹی پر حاضر ہونے پر حریص تھا، لیکن انہوں نے مجھے بتایا بھی نہیں، اور جب میں نے ان میں سے ایك سے دریافت کیا تو اس نے مجھے کہا کہ ابھی آپ کی باری نہیں آئی، حتی کہ وہ مدت ختم ہو گئی اور محکمہ کی جانب سے میری اور میرے ساتھیوں کی اضافی تنخواہ بھی آ گئی، میں اس معاملہ میں پریشان ہوں کہ آیا میرے لیے یہ رقم حلال ہے یا حرام ؟

یہ علم میں رہے کہ میرا اور میرے محکمہ کا افسر میرے کام سے خوش ہے، کہ ان کی نظر میں میں ایك چست ملازم کی حیثیت رکھتا ہوں ہو سکتا ہے یہ رقم میری اس حرص اور کام اچھی طرح کرنے کی وجہ سے ہو کیونکہ میری تنخواہ تھوڑی ہے، اور اگر میرے لیے یہ رقم حلال نہیں تو میں اس کا کیا کروں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" یہ سوال بہت زیادہ ہوتا ہے.

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ: کیا یہ حق ہے یا باطل ؟

انسان نے جو یہ رقم ایك معین کام کی بنا پر حاصل کي ہے آیا اس نے یہ کام کیا بھے ہے یا نہیں ؟

اس نے کام نہیں کیا، اگر اس نے کام کیا ہی نہیں تو پھر یہ رقم لینا ناحق ہوگی، اور ناحق مال لینا مکمل طور پر باطل طریقہ سے مال کھانا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ امانت میں خیانت بھی ہے، حتی کہ اگر افسر اس کی موافقت بھی کرے تو وہ خائن ہے، اور یہ مال اس کا نہیں، یعنی اس افسر کا نہیں، حتی کہ جس طرح وہ چاہے اس مال میں تصرف کرتا پھرے، یہ مال تو حکومت کا ہے، اور میرے خیال کے مطابق اس سائل نے اپنے کیے سے توبہ کر لی ہے, ...

دیکھیں: الباب المفتوح (114) سوال نمبر (15).

شیخ رحمہ اللہ سے یہ سوال بھی کیا گیا:

میں ایك بستی كے گورنر ہاؤس میں ملازم تھا جو میرے گھر سے (75) كلو میٹر دور ہے، راستہ بھی صحرا اور شدید سخت ہے، جب میں بار بار وہاں جاتا تو مجھے بہت مشقت ہوتی، اس لیے میں اس علاقے كے امیر سے كہا كہ مجھے ہفتہ میں دو یوم ڈیوٹی كی اجازت دے دو، تو وہ مجھے كچھ روز رخصت دیتا، اور بعض اوقات رخصت نہ دیتا، اس طرح دو برس بیت گئے، تو جن ایام میں حاضر نہیں ہوا اور امیر كی اجازت بھی نہ تھی ان كا حكم كیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

جن ایام میں آپ بغیر اجازت ڈیوٹی سے غائب رہے ہیں ان ایام كی تنخواہ لینا حلال نہیں؛ كیونكہ تنخواہ كام كے عوض میں ہے، اور جب آپ كام مكمل كرینگے تو تنخواہ بھی پوری لینے كے حقدار ہیں، اور اگر كام كیا ہے تو تنخواہ پوری لینے كا حق نہیں ركھتے، اور اگر اب آپ نے بغیر كمی كے پوری تنخواہ لی ہے تو آپ كے لیے ضروری ہے كہ اگر ممكن ہو سكے تو آپ نے جس سے لی ہے اسے واپس كریں، اور اگر آپ كو پوچھ گچھ اور مشقت كا ڈر ہے تو پھر آپ اس سے چھٹكارا حاصل كرنے كے لیے اسے صدقہ كر دیں، یا پھر مسجد میں صرف كر دیں، یا پھر عموی راستہ كی مرمت میں لگا دیں، تا كہ اس سے گناہ سے بچ سكیں.

سائل:

میں نے اپنے اسی افسر سے اجازت لی ہو تو كیا حكم ہے ؟

الشیخ:

اگر آپ نے اس سے اجازت لے ركھی ہے، یعنی اپنے افسر سے اجازت لی ہے اور آپ كو علم ہے كہ كام كو آپ كی ضرورت ہے، تو پھر آپ اس كی اجازت قبول نہ كریں، آپ كا حاضر ہونا ضروری ہے، چاہے وہ آپ كو نہ آنے كی اجازت بھی دے، لیكن اگر كام اور محكمہ میں آپ كی ضرورت نہیں اور آپ كو افسر اجازت دے تو پھر مجھے امید ہے كہ اس میں كوئی حرج نہیں "

دیكھیں: الباب المفتوح (14) سوال نمبر (17).

واللہ اعلم .